سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۳

طریق ولایت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳

طریق ولایت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : طریق ولایت

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ

تاریخ اشاعت : ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ فروری ۲۰۱۵ء

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: +92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

پیش لفظ

مجلس صیانۃ المسلمین کا سالانہ اجتماع جو اس سال لاہور میں جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴؁ھ کو منعقد ہوا جس میں مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءہم وادام اللہ انوارہم نے بھی حسب معمول شرکت فرمائی۔ پیش نظر وعظ حضرت والا دامت برکاتہم نے مجلس کے دوسرے دن بعد عصر کے اجلاس مؤرخہ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۳؁ء بروز ہفتہ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں بیان فرمایا جس میں متقی، اللہ والا اور صاحبِ نسبت بننے کے لیے صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت کو حضرت والا نے نہایت مؤثر، مدلل اور دل نشین انداز میں واضح فرمایا جس سے ضمناً یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ سلوک و تصوّف کی شاہراہ سنّت و شریعت ہے۔ ایک دوست نے اس کو ٹیپ ریکارڈ سے نقل کیا اور احقر راقم الحروف نے مرتب کیا اور اس کا نام ”طریقِ ولایت“ تجویز کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرمائے اور پڑھنے والوں کے لیے اس کو عطائے نسبت، بقائے نسبت اور ارتقائے نسبت کا ذریعہ بناکر حضرت والا دامت برکاتہم کے لیے اور جامع و مرتب کے لیے اور جملہ معاونین کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بنائیں۔

اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمُ

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

۳ شوال المکرم ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۴؁ء

آغاز کلام

اس مجلس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت میں ترقی، اصلاحِ نفس، گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق اور ہر ایک مسلمان کا صاحبِ نسبت ہو جانا ہے۔ ہمارے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجلس کو ان ہی خاص مقاصد کے لیے قائم فرمایا اور فرمایا کہ شعبہ تزکیۂ نفس کے لیے میں اب اپنی زندگی کو وقف کرتا ہوں۔ اب اس وقت میرا بیان ہوگا، لیکن میں نے کچھ منظوم نصیحت کی ہے بیان سے پہلے اسے آپ سنیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں تصوف کی روح محسوس ہوگی۔ اپنی شاعری پر میں حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے تین شعر پیش کرتا ہوں تاکہ آپ ان اشعار کو نہایت غور سے اور محبت کے ساتھ سنیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت یہ تین شعر پڑھا کرتے تھے ؎

اُن کے آنے کا لگا رہتا ہے دھیان
بیٹھے بٹھلائے اُٹھا کرتے ہیں ہم

ایک بلبل ہے ہماری رازداں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

جب مجمع اللہ والوں کا ملتا ہے تب دل کھلتا ہے ؎

ایک بلبل ہے ہماری رازداں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

اور یہ شعر غور سے سن لیجیے ؎

شاعری مدّ نظر ہم کو نہیں
وارداتِ دل لکھا کرتے ہیں ہم

اشعارِ عارفانہ مع تشریح

اب میرے اشعار سنیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان میں اس مجلس کی روح محسوس ہو گی۔
(اس کے بعد تائبؔ صاحب نے حضرت والا کے اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیے اور حضرت نے درمیان میں بعض اشعار کی تشریح فرمائی۔ جامع)

جس سے ہیں آپ خوش اس جہاں میں
وہ شب و روز ہے گلستاں میں

اس کی شرح سن لیجیے۔ زمین پر جو بندہ اللہ تعالیٰ کو خوش رکھتا ہے اور اپنی خوشیوں کو اللہ پر فدا کرتا ہے یعنی اپنے نفس کی بُری خواہشات کا خون کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوش رکھنے کی کفالت اور ضمانت قبول فرماتے ہیں۔ پھر زمین پر وہ ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

دیکھ کر میرے اشکِ ندامت
ابرِ رحمت کی بارش ہے جہاں میں

آپ کا سنگِ در اور مرا سر
حاصلِ زندگی ہے جہاں میں

اس شعر کی شرح مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر سے کرتا ہوں۔ حضرت جلال الدین عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود
کہ مرا با تو سر و سودا بود

اے خدا! دونوں جہاں میں زمین کا وہ ٹکڑا مجھے عزیز تر ہے جہاں میرے سر کا آپ کی محبت کے ساتھ سودا ہو رہا ہو یعنی جس زمین پر مجھے آپ کا نام پاک لینے کی توفیق ہو جائے وہ زمین مجھے سارے جہاں میں خوشتر اور عزیز تر ہے ؎

سارے عالَم کی لذت سمٹ کر
آ گئی ہے ترے آستاں میں

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ مولانا اشرف علی صاحب سنیے! آپ کیوں کہ میرے خاص ہیں اس لیے بتاتا ہوں کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا۔ جو شخص سارے عالَم کی لذات کے خالق، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کرتا ہے اس کو سجدہ میں، ان کی چوکھٹ پر سارے جہاں کا مزہ مل جاتا ہے۔

لذتِ ذکر حق اللہ اللہ
اور کیا لطف آہ و فغاں میں

کیا کہوں قربِ سجدہ کا عالَم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

اس کی شرح میں خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا صرف ایک مصرع پڑھتا ہوں۔

اگر سجدہ میں سر رکھ دوں زمیں کو آسماں کر دوں

؎

برق گرنا مگر رُخ بدل کر
آہ سنتا ہوں میں آشیاں میں

درسِ تسلیم و خونِ تمنا
ہے نہاں عشق کی داستاں میں

اس شعر کی شرح بہت ضروری ہے کیوں کہ جو لوگ خدائے تعالیٰ کے عشق و محبت کے راستے میں ہیں ان کو عبادت کرنا آسان ہے، تہجد آسان ہے، حج و عمرہ آسان ہے اور اہل اللہ کی صحبت میں رہنا بھی آسان ہے، مگر گناہ چھوڑنے میں مشکل اور پریشانی ہوتی ہے۔ اس شعر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ان خواہشات کو جو ان کی مرضی کے خلاف ہیں ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس جو اپنی ناجائز خواہشات کا، ناجائز تمناؤں کا، ناجائز آرزوؤں کا خون

کرے گا، کتنا ہی حسین لڑکا یا لڑکی سامنے ہو، کتنا ہی دل بے چین ہو جائے لیکن شدید تقاضے کے باوجود جو اللہ کے خوف سے تقویٰ سے رہے گا، نظر کی حفاظت کرے گا تو کیا ہو گا؟ آرزو کے خون سے اس کے دل کے آسمان کا سارا اُفق لال ہو جائے گا اور جس طرح آسمانِ دنیا کے اُفق کو سرخ کر کے خدا سورج نکالتا ہے اسی طرح اپنے عاشقوں کے قلب میں خونِ تمنا کے سرخ اُفق سے اللہ تعالیٰ اپنی نسبت کا، اپنے قرب کا آفتاب طلوع کرتا ہے ؎

لذتِ قربِ بے انتہا کو
کس طرح لائے اخترؔ زباں میں

(اس کے بعد حضرت نے بیان کا آغاز فرمایا جو مندرجہ ذیل ہے۔ جامع)

❖ ❖ ❖ ❖

کلامِ عارفانہ

ہے روحِ بندگی بس اُن کی مرضی پر فِدا ہونا
یہی مقصودِ ہستی ہے یہی منشائے عالم ہے
ہماری خاک اُس لمحہ میں ہے رشکِ فلک اخترؔ
وہی لمحہ جو میرا ذاکرِ مولائے عالم ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

طریق ولایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾[۱]

وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط

وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾[۲]

حضراتِ سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی دوستی اور ولایت کا تاج عطا فرمانے کے لیے تقویٰ فرض فرمایا ہے۔ میرے شیخ و مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عالم ارواح میں بھی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ولی اللہ بنا سکتے تھے، پھر دنیا میں بھیج کر نماز روزہ کی مشقت، گناہوں سے بچنے کی مشقت کا کیوں مکلف فرمایا؟ تو فرماتے تھے کہ وہاں ولایت کے اسباب نہیں تھے، ارواح مجردہ تھیں، خالی روحیں تھیں، جسم نہیں تھا۔ وہاں سر نہیں تھا جو سجدہ کرتا لہٰذا یہاں زمین سجدہ بھی عطا فرمائی اور سر بھی عطا فرمایا۔ سجدہ کے لیے زمین دی اور سر بھی عطا فرمایا کہ مجھے سجدہ کرو۔ پیر دیے کہ مسجد کی طرف جاؤ، ہاتھ عطا فرمائے کہ میرے سامنے پھیلاؤ، غلافِ کعبہ کو پکڑو۔ آنکھیں دیں اور بینائی عطا فرمائی تاکہ حلال مواقع میں استعمال کرو اور میری ناراضگی کے مواقع سے نظر بچانے کی مشقت اُٹھاؤ۔ میرا ولی بننا چاہتے

۱؎ التوبۃ: ۱۱۹

۲؎ العنکبوت: ۶۹

ہو تو میری راہ میں کچھ قربانی پیش کرو۔ اسی طرح گال دیے داڑھی رکھنے کے لیے، مگر افسوس ہے کہ آج کل اکثر گال فارغ البال ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر اس کو تفصیل سے بیان کروں گا۔ اس وقت صرف یہ بیان کرنا ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد ابنِ حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور چہرے کے تینوں طرف ایک مشت داڑھی ہونی چاہیے یعنی دائیں بائیں اور ٹھوڑی کے نیچے تینوں طرف ایک مشت ہونا واجب ہے۔ سنت کے مطابق داڑھی رکھ کر قیامت کے دن ہر داڑھی والا اللہ تعالیٰ کے حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پیش کرسکے گا ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

اور رہ گیا گال فارغ البال رکھنے کا ذوق، یہ جنت میں اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ یَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثِيْنَ[۳] جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے چہروں پر کوئی بال نہیں ہوگا، نہ وہاں حجام کی دکان ہوگی، نہ بلیڈ ہوگا نہ اُسترا، قدرتی طور پر مجرد ہوں گے بالوں سے۔ جیسے کہ ایک سبزہ آغاز تندرست نوجوان ہوتا ہے۔ وہاں سب ایسے ہی ہوجائیں گے اور کجلائی آنکھیں ہوں گی، تیس یا تینتیس سال عمر ہوگی اور مراد اس سے کمالِ شباب ہے۔

میں یہ عرض کررہا تھا کہ تقویٰ حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے لہٰذا جو تقویٰ اختیار نہیں کرے گا وہ مومن تو رہے گا لیکن نافرمان مومن ہوگا، اور اسی حالت میں موت آئی تو متقی اور ولی اللہ ہو کر نہیں جائے گا۔ اب ہم آپ فیصلہ کرلیں کہ کیا ہم اللہ کے دوست بن کر جانا چاہتے ہیں یا مؤمن فاسق ہو کر جانا چاہتے ہیں۔

صحبتِ اہل اللہ سے راہِ تقویٰ لذیذ ہوجاتی ہے

اب رہ گیا یہ سوال کہ تقویٰ کی راہ تو بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میرے شیخ

۳؎ جامع الترمذی: ۸۱/۲، باب ما جاء فی سن اھل الجنۃ، ایچ ایم سعید

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میاں حکیم اختر! اللہ کا راستہ بظاہر تو بہت مشکل ہے لیکن جب کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجاتا ہے تو یہ راستہ، تقویٰ کا راستہ، ولایت کا راستہ، سلوک کا راستہ نہ صرف یہ کہ آسان ہوجاتا ہے بلکہ لذیذ تر اور مزے دار ہوجاتا ہے اور اس کے متعلق ایک شعر میں پیش کرتا ہوں ؎

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے تو نفس و شیطان کے رُخ بدل جاتے ہیں اور ایسے شخص پر وہ پھر قابو نہیں پاتے اور تقویٰ کا حصول آسان ہوجاتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نسخۂ کیمیا بتادیا کہ اے دنیا والو! اے سائنس دانوں! جس طرح تم دیسی آم کو لنگڑے آم کی قلم سے لنگڑا آم بناتے ہو، اسی طرح اگر تم ہمارے خاص بندوں کی صحبت میں اپنے دیسی دل کی قلم لگالو تو ہم دیسی دل کو اللہ والا دل بنادیتے ہیں اور جس طرح لنگڑے آم کی قلم سے جب دیسی آم لنگڑا آم بن جاتا ہے تو دیسی آم کا نام بدل جاتا ہے، دام بدل جاتا ہے، کام بدل جاتا ہے، اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے غافل اور نافرمان دل اللہ والا دل ہوجاتا ہے، پھر اس کی قیمت اور دام اور کام کا کیا پوچھنا، سینکڑوں دل اس کی برکت سے اللہ والے بن جاتے ہیں۔

صحبتِ اہل اللہ کے بغیر صرف مجاہدہ کافی نہیں

اسی طرح تلّی چاہے کتنا ہی مجاہدہ کرلے، رگڑ رگڑ کے اس کی بھوسی چھڑادی جائے اور چاہے کولھو میں پیل دی جائے لیکن وہ تلّی کا تیل ہی رہے گا، روغن گل نہیں بنے گا کیوں کہ یہ پھولوں کی صحبت میں نہیں رہا لہٰذا جو لوگ اہل اللہ سے دور دور مجاہدات کررہے ہیں وہ ہوش میں آجائیں اور کسی اللہ والے کی صحبت میں بھی رہیں تاکہ وہ روغن گل ہوجائیں، اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو ان کے اندر آجائے ورنہ لاکھ مجاہدہ کرلیں تلّی کا تیل ہی رہیں گے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا سبب

صحبت سے قیمت بڑھ جاتی ہے۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتابِ نبوت کو ایمان کی حالت میں دیکھ لیا، ابھی کوئی نماز نہیں پڑھ سکا اور شہید ہو گیا۔ بعضے ایسے صحابی ہیں کہ ایمان لانے کے بعد ہی شہید ہو گئے۔ بتایئے کیا سارے عالَم کے اولیاء اللہ اور تہجد گزار ان کو پاسکتے ہیں؟ یہ ہے صحبت کا اثر۔ کیوں کہ اس نے سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک لمحہ کی صحبت پالی، اب قیامت تک کے اولیاء اللہ، امام ابو حنیفہ، امام بخاری، شیخ عبد القادر جیلانی اور امام غزالی رحمہم اللہ اس کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ البتہ اولیاء اللہ کی صحبت سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اسی لیے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا حکم ہے کہ صادقین متقین کی صحبت میں رہو، اور کل عرض کرچکا ہوں کہ کتنا ان کے ساتھ رہیں۔ خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ اتنا ساتھ رہو کہ ان ہی جیسے ہو جاؤ۔[ؒ] ایک ولی اللہ دنیا سے جاتا ہے تو سینکڑوں کو ولی اللہ بنا کر جاتا ہے ورنہ آج روئے زمین پر اولیاء اللہ کا بیج بھی نہ ملتا، آج کوئی ولی اللہ دنیا میں نظر نہ آتا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! جب دنیا سے کوئی ولی اللہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس کی کرسی پر دوسرے ولی کو بٹھا دیتے ہیں، کرسیاں خالی نہیں ہیں۔ یہ ہماری نادانی ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ اب نہیں ہیں، حالاں کہ قیامت تک بڑے بڑے اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے لیکن ہمیں مرنے کے بعد اُن کی محبت کی توفیق ہوتی ہے، جب ان کا انتقال ہو جاتا ہے تب ہم کہتے ہیں نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ وَرَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ مرنے کے بعد قدر ہوتی ہے لیکن جو زندگی میں قدر کرلیتا ہے ولی اللہ بن جاتا ہے۔

ولی اللہ بننے کے لیے تین شرائط

اس کے ساتھ کل میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اللہ والا بننے کے لیے صحبتِ اہل اللہ کے ساتھ ذکر اللہ کا دوام بھی ضروری ہے۔ پہلوان کتنا ہی بڑا ہو لیکن اس سے پہلوانی

ؒ روح المعانی: ۱۱/۵۶، التوبۃ (۱۱۹)، دار احیاء التراث، بیروت

سیکھنے والا اگر بادام اور دودھ نہیں پیے گا تو داؤ پیچ تو جان جائے گا، مگر سوکھا ہی رہے گا۔ مقابلے کے وقت دُشمن اس کو پٹخ دے گا لہٰذا صحبتِ اہل اللہ کے ساتھ دوام ذکر اللہ بھی کماً اور کیفاً ضروری ہے۔ ورنہ روح میں پوری طاقت نہیں آئے گی اور نفس و شیطان اس کو پٹخ دیں گے یعنی مغلوب ہو کر یہ گناہ کر بیٹھے گا۔ اللہ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ بندہ ان کا ہوتا چلا جاتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچادیتا ہے۔

اس کے متعلق ایک مضمون کل باقی رہ گیا تھا کہ جیسے دنیاوی پہلوانی میں پہلوان اُستاد اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ دیکھو میرے اکھاڑے میں آکر مجھ سے داؤ پیچ سیکھنا اور گھر جاکر بادام اور دودھ پینا لیکن اس کے ساتھ ذرا لنگوٹی مضبوط رکھنا، کوئی بدپرہیزی نہ کرنا۔ اسی طرح اللہ والے بھی یہی فرماتے ہیں، قرآنِ پاک اور حدیثِ پاک کے ارشادات ہی وہ سناتے ہیں کہ تقویٰ کے لیے جتنا ضروری اللہ والوں کی صحبت ہے، جتنا ضروری ذکر اللہ کا دوام ہے، اس سے زیادہ ضروری ہے کہ گناہوں سے بچے۔ گناہ زہر ہے زہر، لہٰذا خوب سمجھ لیجیے کہ اس سے پرہیز کتنا ضروری ہے۔ اگر لاہور میں محمد علی کلے آجائے اور باکسنگ کا اعلان ہو اور اس کو اکیاون انڈے کھلا دیے اور پچپیں مرغیوں کا سوپ پلا دیا لیکن ذرا سا زہر بھی کھلا دیا تو وہ جیت نہیں سکتا۔ جو لوگ صحبتِ اہل اللہ اور التزام ذکر اللہ کے ساتھ گناہوں کا زہر بھی کھا رہے ہیں وہ نفس و شیطان کے مقابلے میں بازی نہیں پا رہے ہیں، مغلوب ہیں، جیت نہیں پا رہے ہیں، ان کے قلب کو آج تک نسبت مع اللہ حاصل نہ ہو سکی کیوں کہ نافرمانی کا زہر ایمان کو کمزور کردیتا ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جیسے کوئی ہرا بھرا درخت ہو اور کوئی وہاں آگ جلا کر سینک لے تو اس کی ساری سبزی و شادابی ختم ہو جاتی ہے، پتیاں جھلس جاتی ہیں، پھر دوبارہ ہرا بھرا بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ گناہِ کبیرہ سے ایمان کے درخت کا یہی حال ہوتا ہے، قلب ویران ہو جاتا ہے، اِلّا یہ کہ توبہ کرلے اور آہ و فغاں کر کے اللہ کو راضی کرلے لیکن گناہ چھوڑنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو انسان کے نفس کو تزکیہ اور ترکِ معصیت کی توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا[۵]

اگر اللہ کی رحمت اور فضل تم پر نہ ہو تو تم کبھی پاک نہیں ہوسکتے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل کا محل کیا ہے؟

لیکن یہ رحمت و فضل کہاں ملے گا جس سے ہمیں گناہ چھوڑنے کی توفیق ہو؟ یہ فضل اللہ والوں کی صحبت میں نصیب ہوتا ہے۔ دلیل کیا ہے؟ بخاری شریف کی حدیث ہے:

ھُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ[۶]

اگر تم اللہ والوں کی صحبت میں رہو تو تم کبھی شقی نہیں ہوسکتے۔ تمہاری شقاوت و بد نصیبی سعادت و خوش قسمتی سے تبدیل کردی جائے گی۔

معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی صحبت سے براویت بخاری شریف شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے اور جب شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے تو پھر گناہ چھوڑنے کی توفیق بھی ہوجاتی ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دعائیں سکھائیں اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اے اللہ! ہمیں اپنی وہ رحمت دے دے جس سے ہم گناہ چھوڑ دیں۔ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ اور اپنی نافرمانی سے مجھے شقاوت میں مبتلا نہ فرما۔[۷] معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خاصیت ہے شقاوت کی اور جب اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی صحبت سے شقاوت کو سعادت سے بدل دیں گے تو ان شاء اللہ گناہوں سے بچنے کی توفیق بھی ہوجائے گی۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ والوں کے پاس اس لیے نہیں جاتے کہ وی سی آر چھوڑنا پڑے گا، سینما چھوڑنا پڑے گا، عورتوں کی نظارہ بازی اور عشق حرام کی لذتوں کی

---

۵ النور:۲۱

۶ صحیح البخاری: ۹۴۸/۲ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتبۃ المظہریۃ

۷ جامع الترمذی: ۱۹۷/۲ (۳۵۷۰)، باب فی دعاء الحفظ، ایچ ایم سعید

درآمدات پر پابندی عائد کردیں گے، ہر گناہ چھوڑنا پڑے گا مگر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ چھوڑنا نہیں پڑے گا خود بخود چھوٹ جائے گا۔ ایسا یقین، ایسا ایمان اللہ والوں کی صحبت سے نصیب ہوگا کہ آپ گناہ چھوڑ کر خوشی منائیں گے، سجدۂ شکر بجالائیں گے، اللہ کا شکر ادا کریں گے کہ یا اللہ! گناہوں کی گٹر لائن، غلاظت اور نجاست کی نالیوں سے آپ نے ہم کو نکال کر تقویٰ والی زندگی نصیب فرمادی، اور حضرت نے عجیب وغریب مثال دی کہ ایک آدمی دس ہزار روپے رشوت لے کر بھاگا جارہا ہے اور دل میں سوچ رہا ہے کہ اپنی بیوی کے لیے فلاں فلاں چیز خریدوں گا اور زمین کا فلاں پلاٹ خریدوں گا کہ اتنے میں اس کا ایک گہرا دوست آتا ہے اور کہتا ہے کہ پیچھے پولیس آرہی ہے، تمہارے ان نوٹوں پر پولیس کے اور رشوت دینے والے کے دستخط بھی ہیں، تمہیں پھنسانے کے لیے یہ رشوت دی گئی ہے، وہ گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ ایک کھلا ہوا گٹر نظر آتا ہے، کہتا ہے کہ خدا اس ڈھکن چور کا بھلا کرے اور اس کو بھی اللہ والا بنادے کہ آیندہ چوری نہ کرے اور دس ہزار کی رقم فوراً گٹر میں پھینک دیتا ہے۔ بتایئے! یہ نوٹ چھوڑ کر وہ خوش ہوگا یا غمگین؟ خوش ہوگا کہ جان بچی تو لاکھوں پائے ورنہ دس سال کی قید ہوتی اور نہ جانے کتنا جرمانہ ہوتا۔ اب جتنا پولیس پر یقین ہے، جتنا حکومت کے ڈنڈوں پر یقین ہے، اللہ والوں کی صحبت سے جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم پر ایمان ویقین پیدا ہوجائے گا تو گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے، خود بخود چھوٹ جائیں گے اور گناہ چھوڑ کر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے۔

متاعِ جانِ جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

اور دوستو! یہ بتایئے اگر کوئی آپ کی جیب سے کنکر پتھر نکال کر ایک کروڑ کا موتی رکھ دے تو کیا آپ اس سے لڑیں گے؟ گناہ کنکر پتھر ہیں بلکہ کنکر پتھر پاک ہوتے ہیں، گناہ تو ناپاک ہیں۔ بس اگر گناہ چھوڑنے سے اللہ ملتا ہے تو میں عرض کروں گا کہ ہم سب جلدی گناہ چھوڑدیں اور اللہ کو پاکر یہ شعر پڑھیں ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

چند کنکر پتھر دے کر اے خدا! میں آپ کو پا گیا۔ الحمد للہ کہ بہت سستا پایا میں نے آپ کو۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک ولی اللہ جارہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے خدا! میں کیا قیمت ادا کردوں جس سے آپ مل جاتے ہیں۔ آسمان سے آواز آئی کہ مجھ پر دونوں جہاں فدا کر دے تب میں ملتا ہوں۔ اس اللہ والے نے کہا ؎

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتئی

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اے اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں عالَم بتائی ہے۔ ابھی دام اور بڑھائیے، ابھی تو آپ سستے معلوم ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ہی محبت کی توفیق عطا فرمادے۔ دوستو! ایک دن تو مرنا ہے۔ ایک دن ساری جائیداد چھوڑ کر، زمین و مکان چھوڑ کر، اہل و عیال چھوڑ کر جانا ہے۔ اس دن ہاتھوں سے گھڑیاں اُتار لی جائیں گی، جسم کے کپڑے اُتار لیے جائیں گے، کفن لپیٹ کر جب قبر میں ڈالا جائے گا، اس وقت مردہ بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا ہے ؎

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ

اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

اور یہ دوسرا شعر بھی بزبانِ حال پڑھتا ہے ؎

دبا کے قبر میں سب چل دیے دُعا نہ سلام

ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

صحبتِ اہل اللہ کی کرامت

جب ایک دن جانا ہے تو کیوں نہ جانِ جاناں بن کر جاؤ۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے اپنے شیخ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تھا جب نسبت عطا ہوئی ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اے حکیم الامت! آپ کی صحبت سے، آپ کی تربیت سے مسٹر کی ٹر مس ہوئی۔ اخلاقِ رذیلہ اخلاقِ حمیدہ سے تبدیل ہوگئے۔ آج وہ علماء کا شیخ بنا ہوا ہے۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ان کو اپنا شیخ بنایا، مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی نے ان کو اپنا مصلح اور شیخ بنایا۔ یہ کیا بات ہے کہ مسٹر تو شیخ العلماء ہو جائے اور علماء کو اپنے اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کا اہتمام نہ ہو۔ جن بزرگوں کے نام پر ہم جامعات قائم کر رہے ہیں، جامعہ رشیدیہ، جامعہ قاسمیہ، جامعہ اشرفیہ ان بزرگوں کے طریقے پر ہمیں اہل اللہ کی صحبت کا بھی اہتمام کرنا چاہیے اور الحمد للہ ہو رہا ہے۔ یہاں تو سب حضرات اللہ والوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ بات کہہ دیتا ہوں تاکہ جو نہ جڑے ہوں ان کو توفیق ہو جائے۔ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ والوں سے جڑنے سے کیا ہوتا ہے، اس پر دو واقعات سناتا ہوں۔

صحبتِ اہل اللہ کی کرامت کا ایک واقعہ

شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹے، تفسیر موضح القرآن کے مصنف شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد فتح پوری دہلی میں کئی گھنٹے ذکر و تلاوت میں مصروف تھے۔ تلاوت اور ذکر اللہ کا نور دل سے چھلک کر آنکھوں میں آرہا تھا۔ جب نور سے دل بھر جاتا ہے تو چہرے سے جھلکنے لگتا ہے، آنکھوں سے چھلکنے لگتا ہے۔ یہ ہے سِیۡمَاھُمۡ فِیۡ وُجُوۡھِھِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ[۸] سِیۡمَا کیا چیز ہے؟ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: ھُوَ نُوۡرٌ یَّظۡھَرُ عَلَی الۡعَابِدِیۡنَ یَبۡدُوۡ مِنۡ بَاطِنِھِمۡ اِلٰی ظَاھِرِھِمۡ[۹] اللہ والوں کا باطن جب نور سے بھر جاتا ہے تو ان کے ظاہر سے جھلکنے لگتا ہے۔ عبادت کا نور، اللہ کی محبت و معرفت کا نور ان کی آنکھوں میں آگیا تھا۔ جیسے ہی مسجد سے باہر نکلے تو سامنے ایک کتا بیٹھا ہوا تھا، اس پر نظر پڑ گئی۔ وہ قلب جو انوارِ الٰہیہ سے بھرا ہوا تھا اور جس کے انوار آنکھوں سے چھلک رہے تھے وہ اس کتّے پر پڑ گئے۔ اس کا اثر

۸؎ الفتح: ۲۹

۹؎ روح المعانی: ۱۲۵/۲۶، الفتح (۲۹)، دار احیاء التراث، بیروت

یہ ہوا کہ جہاں جہاں وہ کتّا جاتا تھا دہلی کے سارے کُتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ہنس کر فرمایا کہ ظالم تمام کتّوں کا پیر بن گیا۔ پھر حضرت نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ ہائے! جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ دل سے اللہ والوں کی صحبت میں رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی محروم نہیں رہ سکتا، اور اگر کسی کے اندر اللہ تعالیٰ کی طلب اور پیاس بھی نہ ہو تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تب بھی اللہ والوں کے پاس جاؤ، وہ پیاس بھی دینا جانتے ہیں ؎

گر تو طالب نیستی تو ہم بیا
تا طلب یابی ازیں یار وفا

اگر تمہارے اندر اللہ کی طلب اور دردِ محبت نہیں ہے تب بھی تم اللہ والوں کے پاس جاؤ، ان کے صدقہ میں تمہیں طلب اور پیاس بھی عطا ہو جائے گی۔ اس فارسی شعر کے مفہوم کو اختر نے ایک ہندی شعر میں عرض کیا ہے، مگر وہ ایسی ہندی ہے جو آپ سمجھ لیں گے ؎

پیاسے کو پانی ملے اور بن پیاسے کو پیاس
اخترؔ ان کے در سے ہے کوئی نہیں بے آس

اللہ والوں پر اعتراض محرومی کا پیش خیمہ ہے

اللہ والوں کے دروازہ سے ان شاء اللہ محرومی نہیں ہو گی، مگر شرط یہ ہے کہ دل میں بغض و عناد نہ ہو۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

لِلْمُرِیْدِ بِاَنْ لَا یَنْظُرَ اِلَی الشَّیْخِ بِعَیْنِ الْاِحْتِقَارِ
لِاَنَّ مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِہٖ لَمْ یُفْلِحْ اَبَدًا[1]

جس نے اپنے شیخ پر اعتراض کیا اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک مرید نے میرے ساتھ سفر کیا، رات کو تقریر کی تھی، دماغ تھکا ہوا تھا۔ حضرت نے آرام فرمایا۔ اہل اللہ اور علمائے دین

[1] مرقاۃ المفاتیح: ۲۲۰/۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

کی نیند کو بھی اللہ تعالیٰ عبادت میں لکھتا ہے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کا دروازہ بناتے ہوئے بڑھئی کے اوزار و آلات گھس جائیں اور وہ ان کو ایک گھنٹہ تک تیز کرتا رہے تو آپ کو اس وقت کی مزدوری بھی دینی پڑتی ہے کیوں کہ آپ ہی کے کام میں اس کے آلات گھسے ہیں۔ پس جو علمائے دین اللہ کے دین کے کام میں اپنے دماغ کو تھکا رہے ہیں ان کا سونا بھی عبادت ہے، ان کے سونے پر بھی اللہ اجر دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اس نے مجھے خط لکھا کہ چوں کہ آپ نے رات ریل میں تہجد نہیں پڑھی اور میں نے پڑھی حالاں کہ میں مرید ہوں، آپ کی عبادت سے تو میری عبادت زیادہ ہے لہٰذا میں آپ سے بیعت فسخ کرتا ہوں۔ کاش کہ یہ ظالم سمجھتا کہ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم اور جملہ اہل اللہ کی دو رکعات ہماری لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔ ان کا سونا ہمارے جاگنے سے بہتر ہے، ہمارے تہجد و اشراق و اوّابین سے افضل ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عارف کی دو رکعات غیر عارف کی لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔ اللہ والوں پر اعتراض کرنے والے محروم ہی رہتے ہیں۔

ایک فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال

اہل اللہ کی صحبت سے کیا ملتا ہے اس کو ایک فقہی مسئلہ سے ثابت کرتا ہوں۔ کسی کے پاس دس ہزار روپیہ ہے، سال کے گیارہ مہینے گزر گئے، زکوٰۃ فرض ہونے میں ایک مہینہ رہ گیا کہ دس ہزار کی رقم اور آگئی، ایک ماہ بعد اب اس نئی رقم پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ علمائے دین اس وقت موجود ہیں ان سے پوچھ لیجیے۔ دس ہزار کی اس نئی رقم پر تو ابھی سال نہیں گزرا پھر اس پر زکوٰۃ کیوں فرض ہوئی؟ وجہ یہ ہے کہ گیارہ مہینہ سے جو رقم مجاہدہ میں تھی اس کی صحبت میں یہ دس ہزار کی نئی رقم آگئی جس کی برکت سے ایک ہی مہینہ میں وہ بالغ ہوگئی اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کردی کہ یہ سرکاری دربار میں قبول کی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ جو مجاہدہ کرنے والے ہیں ان کی صحبت کی برکت سے کم مجاہدہ والوں کا بھی کام بن جاتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں جلد اللہ والا بننے کا یہی راز ہے۔ حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تھرڈ کلاس کا ڈبہ جس کی سیٹیں بھی پھٹی ہوئی ہیں، اسکرو ڈھیلے ہیں، چوں چاں کر رہا ہے، لیکن اگر فرسٹ کلاس کے ڈبوں سے جڑا

رہے تو جہاں انجن پہنچے گا وہ تھرڈ کلاس والا ڈبہ بھی وہاں پہنچ جائے گا۔ پس اگر ہم نالائق ہیں، گناہ گار ہیں تو لائقوں کے پاس تو رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ نجات پائیں گے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے، فرماتے ہیں کہ اگر تم کانٹے ہو تو پھولوں کے دامن میں چھپے رہو۔ جو کانٹے پھولوں کے دامن میں ہیں اللہ تعالیٰ کا عجیب دستور ہے کہ باغبان ان کو باغ سے خارج نہیں کرتا۔

آں خارمی گریست کہ اے عیب پوش خلق

ایک کانٹا رو رہا تھا کہ اے مخلوق کے عیب چھپانے والے! میرا عیب کیسے چھپے گا، مجھے تو آپ نے کانٹا پیدا کیا۔

شد مستجاب دعوت او گلعذار شد

اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس پر پھول کھلا دیا جس کے دامن میں اس خار کا عیب چھپ گیا۔ بتایئے کہ گلاب کے پھول کے نیچے کانٹے ہیں یا نہیں؟ مگر کیا کسی باغ سے وہ کانٹے نکالے جاتے ہیں؟ اسی طرح اگر ہم اللہ والوں سے جڑے رہیں گے تو اُمید ہے کہ ان کے صدقہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ جہاں وہ جائیں گے مثل کانٹوں کے ہم بھی ساتھ ہوں گے محبت کی برکت سے۔

محبت کی کرامت

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت کی تو لغت ہی ایسی ہے کہ بغیر دونوں ہونٹوں کے ملے ہوئے ادا نہیں ہوسکتی۔ دونوں ہونٹوں کو الگ کر کے ذرا کوئی محبت کا لفظ ادا کر کے دکھائے، لاکھ کوشش کروگے محبت کا لفظ نہیں نکلے گا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جب محبت کا اسم اتنا مبارک ہے کہ بغیر اتصال شفتین کے ادا نہیں ہوسکتا یعنی دونوں ہونٹوں کے ملے بغیر ادا نہیں ہوسکتا، بس جس کا اسم ہی متقاضی وصل ہے تو اس کا مسمّٰی کیسا ہوگا لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں گے، اللہ والوں سے محبت کریں گے، وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان ہی کے ساتھ ہوں گے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۱۱] اس حدیث کی شرح ان شاء اللہ آیندہ کبھی پیش کروں گا۔ اب

[۱۱] صحیح البخاری: ۲/۹۱۱ (۶۱۹۸)، باب علامۃ الحب فی اللہ، المکتبۃ المظہریۃ

دوسرا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

اہل اللہ کی کرامت کا دوسرا واقعہ

حضرت سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جارہے ہیں۔ یہ کون شخص ہیں؟ یہ وہ ہیں جنہوں نے سلطنتِ بلخ خدا پر فدا کی۔ جس وقت وہ آدھی رات کو گدڑی پہن رہے تھے اور شاہی لباس اُتار رہے تھے اور خدا پر سلطنت کو فدا کررہے تھے اس وقت کا نقشہ اختر نے مثنوی مولانا روم کی شرح میں یوں کھینچا ہے ؎

جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے
جاہِ شاہی فقر میں روپوش ہے

فقر کی لذت سے واقف ہوگئی
جانِ سلطان جانِ عارف ہوگئی

یہ سلطان ابراہیم ابنِ ادہم راستے سے گزر رہے ہیں کہ دیکھا کہ ایک شرابی نشہ میں بے ہوش پڑا ہے۔ یہ پہچان گئے کہ کسی رئیس کا بیٹا ہے اور مسلمان ہے۔ افسوس سے ایک آہ کھینچی کہ آہ جس زبان سے یہ کلمہ پڑھتا ہے اسی سے شراب بھی پیتا ہے، زیادہ پی گیا تھا، قے ہوگئی تھی، چہرے پر مکھیاں بھنک رہی تھیں۔ حضرت سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور دل میں کہا کہ اے خدا! اگرچہ یہ آپ کی نافرمانی کی حالت میں ہے لیکن اس کو آپ سے نسبت ہے کہ یہ آپ کا بندہ ہے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کی گلی کے کتّے کو پیار کررہا تھا تو یہ تو آپ کا بندہ ہے اور مسلمان ہے لہٰذا انہوں نے اس کی قے کو صاف کیا، منہ دھویا، منہ پر ٹھنڈا پانی لگنے سے ہوش میں آگیا۔ اس نے کہا کہ حضرت! آپ تو تارکِ سلطنتِ بلخ ہیں، اتنے بڑے ولی اللہ یہاں کیسے آگئے۔ فرمایا کہ تم بے ہوش تھے، میں نے تمہارا چہرہ دھویا اور تمہاری قے دھوئی ہے۔ وہ رونے لگا کہ آہ! میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گناہ گاروں کو حقیر سمجھتے ہوں گے، مگر آج معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے بڑھ کر گناہ گاروں سے محبت کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس نے کہا کہ مجھے ابھی توبہ کرائیے۔ وَاللّٰہِ لَا اَشْرَبُ الْخَمْرَ اَبَدًا خدا کی قسم! اب کبھی شراب نہیں پیوں گا، اور حضرت سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اس

نے توبہ کی۔ اسی وقت شاہ ابراہیم ابنِ ادہم کو کشف ہوا کہ توبہ کرتے ہی اس شخص کو ولایت کا بہت بلند مقام عطا ہو گیا اور اپنے وقت کے تمام اولیاء سے آگے بڑھ گیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رات میں حضرت ابراہیم ابنِ ادہم نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! لوگ بڑے بڑے مجاہدے کر رہے ہیں، تہجد و اشراق پڑھ رہے ہیں لیکن ان کو اتنا اونچا درجہ نہیں ملا اور اس شرابی نے ابھی توبہ کی اور اس کو آپ نے اتنا اونچا مقام دے دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلطان ابراہیم ابنِ ادہم! میرے لیے تو نے سلطنت فدا کی اور سلطنت کا عیش و آرام اور عزت و جاہ چھوڑ کر میرے لیے فقیری اختیار کی اور میرے لیے غار نیشاپور میں دس سال عبادت کی اور میری خاطر سے تو نے ایک گناہ گار بندہ کا منہ دھویا اور اس کی قے صاف کی۔ اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْھَہٗ لِاَجْلِیْ تو نے میری خاطر سے، میری محبت میں اس کا چہرہ دھویا کہ یہ میرا بندہ ہے، گناہ سے تو تجھے نفرت تھی لیکن گناہ گار سے میری نسبت کی وجہ سے نفرت نہیں کی اور اس شرابی گناہ گار کا چہرہ دھویا۔ فَغَسَلْتُ قَلْبَہٗ لِاَجْلِکَ پس میں نے تیری خاطر اس کا دل دھو دیا، اور جس کا دل خدا دھو دے اس کے دل میں رذائل کا امالہ نہیں ہوتا، ازالہ ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ پر علمائے دین فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں اللہ والے مجاہدہ کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کی محبت میں جلا کر خاک کیا ہو ان کے ساتھ جو رہتا ہے، اُن سے محبت کرتا ہے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ فضل فرما دیتے ہیں۔ جیسے مجاہدہ تو حضرت ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا تھا لیکن ان کے اکرام میں اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی پر بھی فضل فرما دیا۔ حضرت ابراہیم کی اس گناہ گار پر تھوڑی سی عنایت و توجہ کا انعام اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا کہ اس کو اس زمانے کا بہت بڑا ولی اللہ بنا دیا۔

صحبت کی نافعیت کی ایک مثال

اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ایک مثال اور دیتے ہیں کہ دس لاکھ کی کار کسی نے خریدی اور اس کے خریدنے کے لیے کتنا مجاہدہ کیا۔ محنت سے دن رات کمایا، خون پسینہ بہا کر روپیہ جمع کیا، پھر کار خریدی اور آپ نے اس سے دوستی کر لی۔ دوستی کی برکت سے کبھی آپ کو اپنی کار میں بٹھا لے گا کہ کہاں جا رہے ہو، آؤ بیٹھ جاؤ۔ محنت

ومجاہدہ اس نے کیا اور آپ نے محنت نہیں کی لیکن دس لاکھ کی کار میں آپ کو کیوں بٹھالیا؟ محبت اور تعلق کی وجہ سے۔ دوستو! اسی طرح جو لوگ اللہ والوں سے محبت و تعلق رکھتے ہیں، ان اللہ والوں کے مجاہدات کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی ولایت کے بلند مقام پر پہنچادیتے ہیں۔ یہ اللہ والوں کی برکت ہوتی ہے کہ تھوڑے مجاہدہ پر ان کے تعلق کی برکت سے انعام بڑا مل جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کو ولایت کے لیے منتخب کرلیتے ہیں تو اعمالِ ولایت، جذباتِ ولایت، خیالاتِ ولایت، اخلاقِ ولایت خود عطا فرماتے ہیں۔ دیکھیے! حکومت کسی کو پہلے ڈپٹی کمشنری کے لیے منتخب کرتی ہے پھر بنگلہ ملتا ہے، پھر سرکاری موٹر ملتی ہے، پھر سرکاری جھنڈا اس کی کار پر لگایا جاتا ہے، پھر پولیس اس کی حفاظت کے لیے دی جاتی ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ آسمان پر فیصلہ فرماتے ہیں کہ اس بندے کو مجھے اپناولی بنانا ہے۔ اس انتخاب کے بعد پھر اس کو اعمالِ اولیاء، اخلاقِ اولیاء، جذباتِ اولیاء، لذتِ مناجات، سجدہ کی لذت اور ایسی تمام نعمتیں خود عطا فرماتے ہیں اور بندہ بزبانِ حال کہتا ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

لیکن ایک بات یہ بھی عرض کردوں کہ جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کو فانی بتوں سے، مرنے گلنے والی لاشوں سے بچاتا ہے لہٰذا جو اللہ کا ہونا چاہتا ہے اسے ان حسینوں سے نظر بچانی پڑے گی، گناہ سے اپنے کو بچانا پڑے گا، خونِ تمنا پینا پڑے گا۔ جیسا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اور جیسا کہ مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ؎

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گل تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

فانی اور مرجھانے والے پھولوں کی بہاروں کو چھوڑنے کا ہم نے غم اُٹھایا ہے، پھول جیسے چہروں سے نظر بچانے کا زخم دل پر کھایا ہے اور حق تعالیٰ کے قرب کی غیر فانی بہار کے لیے حسن فانی کے چمن کو لٹایا ہے، تب کہیں جاکر اللہ ملتا ہے لہٰذا فانی اور بگڑنے والے پھولوں کو چھوڑو یعنی ان حسینوں سے دل نہ لگاؤ اور سوچو کہ آج ایسے ہیں کل کیسے ہوں گے ؎

ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے
کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے

اور حسینوں کا انجام سن لو اختر کی زبان سے ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

؎

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

عشق مجازی اضطراب و بے چینی کا سرچشمہ ہے

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب آج کل رات بھر نیند نہیں آرہی ہے، کسی سے دل لگا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں دل لگایا غیر اللہ سے؟ غیروں سے تو یہی اضطراب، بے چینی اور پریشانی ملتی ہے، پریشان میں لفظ پَری موجود ہے، پَری آئی کہ شانی خود لائے گی۔ میرا ایک اور شعر سنیں ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشق مجازی کے مزے کیا لوٹے

جتنے لوگ دنیوی عشق میں مبتلا ہیں کہتے ہیں کہ دل پریشان ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں تم کو چین ہماری یاد سے ملے گا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ[۱۲] اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے چین لینا چاہتے ہو۔ خالق حیات کا اعلان ہے کہ جو ایمان اور تقویٰ سے رہے گا ہم اس کی زندگی کو پاکیزہ اور بالطف کردیں گے اور جو چوروں کی طرح نافرمانی سے حرام لذت درآمد کرے گا ہم اس کی زندگی کو دنیا ہی میں تلخ کردیں گے اور وہ خالق حیات جس کی حیات کو تلخ کرے ساری کائنات کی لذتیں اس کو شیرینی عطا نہیں کرسکتیں۔

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

یہ بھی مٹی کے تو بھی مٹی کا، مٹی کو مٹی پر مٹی مت کرو ورنہ مٹی مثبت مٹی مثبت مٹی میزان میں مٹی ہی آئے گی اور قیامت کے دن کوئی قیمت نہیں لگے گی، اور اگر اللہ پر فدا ہوئے تو ہماری مٹی کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی رضا مثبت ہوگی۔ پھر کیا قیمت ہوگی اس خاک کی! سبحان اللہ۔

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

بس تین عمل کرلیں تو ہم سب ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والے ہو جائیں گے: ۱) اللہ والوں سے تعلق یعنی صحبتِ اہل اللہ کا التزام ۲) ذکر اللہ کا دوام ۳) گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔ باقی مضمون ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ۔

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو قبول فرمائے اور اپنی رحمت سے بغیر استحقاق کے ہماری جانوں کو جذب فرما کر یا اللہ! ہم سب کو اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچا دیجیے۔ اے اللہ! یہ دعا اپنے استحقاق اور صلاحیت کی وجہ سے نہیں، آپ کے کرم کے سہارے پر

۱۲؎ الرعد:۲۸

مانگ رہے ہیں کیوں کہ آپ کریم ہیں اور ہم جن جن گناہوں میں مبتلا ہیں یاربّ العالمین! ان سے ہمیں نکال لیجیے اپنے کرم سے، اپنے کرم سے نکال لیجیے۔ اے اللہ! ہم کو نفس و شیطان کے چنگل سے چھڑا کر، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اے اللہ! سو فیصد اپنی غلامی اور فرماں برداری کی حیات نصیب فرما دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁❁

تاج ولایت

ہَر اِک گناہ سے مجھے یارب فرار ہو
یک لمحہ عاصیوں میں نہ میرا شمار ہو

بستی ہو یا چمن ہو کہ وہ کوہسار ہو
جاؤں جدھر بھی دل مرا تجھ پر نثار ہو

اپنے کرم سے بھیک مجھے مغفرت کی دے
بندہ ترا محشر میں نہ یہ شرمسار ہو

یارب ترے کرم سے یہ کچھ بھی نہیں بعید
رحمت بروز حشر تری بے شُمار ہو

عاصِی اگر ہو متقی ترکِ گناہ سے
پھر تاج ولایت کا وہی تاجدار ہو

یارب فدا ہو تجھ پہ اس اخترؔ کا ہر نَفَس
توفیق ایسی آپ کی لیل و نہار ہو

(اخترؔ)

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❁❁❁❁

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو، بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹّہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ مل جائے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (بُرے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا۔ مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا۔ اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا۔ جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

آشیاں سے نہ محروم کر باغباں

آشیاں سے نہ محروم کر باغباں　　تجھ پہ رحمت کرے خالقِ دوجہاں

بجلیوں سے بچاتا ہے ربِّ جہاں　　ایک تدبیر کمزور ہے آشیاں

چشمِ تر خوں فشاں آہ سُوئے سماں　　ہیں مرے دردِ دل کے یہ سب ترجماں

کیا یہ شمس و قمر یہ زمین آسماں　　اپنے خالق کا دیتے نہیں ہیں نشاں

کیا جہاں میں نمودار خود ہوگئے　　ہر وجود اپنے موجد کا خود ہے نشاں

ہستی انساں کی خالق پہ شاہد ہے خود　　تیرے اندر ہے وہ خالقِ دوجہاں

ہو کے مخلوق خالق کا منکر بنے　　اس حماقت پہ ہے لعنتِ دو جہاں

یہ صدا سُن لو اخترؔ کی اے دوستو
خالقِ جاں پہ کر دو فدا اپنی جاں

عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی دوستی اور ولایت کا تاج عطا فرمانے کے لیے تقویٰ فرض فرمایا ہے۔ دنیا کی راحت اور چین بھی اللہ تعالیٰ نے دین پر چلنے ہی میں رکھی ہے۔ دین صرف معاشرہ میں رائج رسومات کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنے اور گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج لوگوں نے اصل دین کو بھلا دیا اور خود ساختہ رسومات کو دین سمجھ بیٹھے۔ لوگوں کو دین پر چلنا اس لیے مشکل لگتا ہے کہ وہ کسی سچے اللہ والے کو اپنا رہبر یعنی شیخ و مربی نہیں بناتے۔ کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرنے کے بعد دین پر چلنا آسان ہی نہیں بلکہ مزے دار ہوجاتا ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ "طریقِ ولایت" دین پر چلنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنے کی ضرورت پر مبنی ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا نے نہ صرف دین پر عمل پیرا ہونے بلکہ اللہ کا ولی بننے کے طریقے بھی نہایت سہل انداز میں بیان فرمائے ہیں۔

AW-013